قرآن

میرے دل میں اُترے .... کیسے؟

خرّم مُرادؔ

منشورات

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : قرآن میرے دل میں اُترے۔۔۔کیسے؟
مصنف : خرم مراد
طبع اول : دسمبر۲۰۱۲ء
تعداد : ۲۱۰۰
کوڈ : 00043
ناشر منشورات
8-E، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ 54790
042-35252210 - 35252211
042-35252194
SMS ur Address:
0332-003 4909, 0320-543 4909
manshurat@gmail.com / @hotmail.com
www.facebook/manshurat
www.pinterest.com/manshurat
مطبع : دی میسج پریس، بندوڈ، لاہور۔

قیمت : ۱۳روپے

یہ کتاب **محترم خُرّم مُرادؒ** کی مقبولِ عام انگریزی کتاب **WAY TO THE QURAN** کے **مسلم سجاد** کے ترجمے **قرآن کا راستہ** سے منتخب شدہ ایک باب پر مشتمل ہے۔ مکمل اردو کتاب **قرآن کا راستہ** **منشُورات**' سے حاصل کی جاسکتی ہے (**قیمت**: ۱۲۰ روپے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے قلب کی شرکت

قرآن کی تلاوت میں آپ کی پوری شخصیت کو شامل ہونا چاہیے۔اس طرح آپ قرآن سے اپنے تعلق کو بلندی کی اس سطح تک لے جاسکیں گے کہ آپ کو قرآن پر سچا ایمان رکھنے والا قرار دیا جائے۔

''وہ اِس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے۔وہ اس پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں'' [البقرہ۲:۱۲۱]۔

قلب کیا ہے؟

آپ کی شخصیت کا اہم تر حصہ آپ کا نفس ہے۔قرآن اس کو قلب کہتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا قلب مبارک وحی الٰہی کا پہلا مسکن تھا۔

یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے۔اسے لے کر تمھارے دل پر امانت دار روح اُتری ہے تا کہ تم ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو خدا کی طرف سے خلق کو متنبہ کرنے والے ہیں [الشعرا۲۶:۱۹۲-۱۹۴]۔

آپ کو تلاوت قرآن کی برکتیں اور مسرتیں مکمل طور پر اس وقت حاصل ہوں گی جب آپ اس کام میں اپنے قلب کو مکمل طور پر شامل کریں گے۔

قرآنی لغت میں قلب، آپ کے جسم کا لوتھڑا نہیں، بلکہ آپ کے احساسات، جذبات، محرکات، تمناؤں، آرزوؤں، یادوں اور توجہات کا مرکز ہے: یہ قلوب ہیں جو نرم پڑ جاتے ہیں [الزمر ۳۹:۲۳] یا سخت ہو کر پتھر جیسے ہو جاتے ہیں [البقرہ ۲:۷۴] یہ اندھے ہو جاتے ہیں اور حق کو پہچاننے سے انکار کر دیتے ہیں [الحج ۲۲:۴۶]، ان کا کام سمجھنا اور استدلال کرنا ہوتا ہے [الاعراف ۷:۱۷۹، الحج ۲۲:۴۶، ق ۵۰:۳۷]۔ تمام امراض کی جڑ قلوب میں ہوتی ہے۔ [البقرہ ۲:۱۰]۔ قلوب ایمان کا مسکن ہوتے ہیں [المائدہ ۵:۴۱] اور نفاق کا بھی [التوبہ ۹:۷۷]۔ یہ قلوب ہی ہیں جو ہر اچھی اور بری بات کا مرکز ہوتے ہیں، خواہ یہ قناعت اور سکون ہو۔ [الرعد ۱۳:۲۸]، آزمایشوں کے مقابلے کی طاقت [التغابن ۶۴:۱۱]، رحم [الحدید ۵۷:۲۷]، برادرانہ محبت [الانفال ۸:۶۳]، تقویٰ [الحجرات ۴۹:۳، الحج ۲۲:۳۲]، یا شک اور ہچکچاہٹ [التوبہ ۹:۴۵]، پچھتاوے [آل عمران ۳:۱۵۶] اور غصہ [التوبہ ۹:۱۵] ہو--- آخری بات یہ ہے کہ ہم درحقیقت دل کے معاملات کے لیے جواب دہ ہوں گے۔ جو اللہ کے حضور قلب سلیم لے کر آئے گا، نجات کا مستحق قرار پائے گا۔

> جو بے معنی قسمیں تم بلا ارادہ کھا لیا کرتے ہو، ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا، مگر جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو، ان کی باز پرس وہ ضرور کرے گا [البقرہ ۲:۲۲۵]۔
>
> جس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا، نہ اولاد، بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو [الشعراء ۲۶:۸۸-۸۹]۔

آپ کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ جب تک آپ قرآن کے ساتھ ہیں، آپ کا دل آپ کے ساتھ رہے۔ وہ دل نہیں، جو گوشت کا ٹکڑا ہے، بلکہ وہ جسے قرآن قلب کہتا ہے۔ اگر آپ کچھ باتوں کا شعور رکھیں اور قلب وجسم کے بعض افعال کا خیال رکھیں تو جو سات شرائط پہلے بیان کی گئی ہیں وہ مطالعہ قرآن میں آپ کی داخلی شخصیت کی مکمل شرکت کی بنیاد رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ، کچھ دوسرے اقدامات، دل کی اس شرکت کی کیفیت اور شدت میں خاصا اضافہ کر دیں گے۔

قلبی داخلی کیفیات

آپ کو داخلی شرکت کی مرحلہ بہ مرحلہ کیفیات کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے: کس طرح حق آپ کے قلب پر چھا جاتا ہے؟

اول: آپ کو حق کا پتا چلتا ہے۔

دوم: آپ اسے پہچانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حق ہے اور آپ کی زندگی سے متعلق ہے۔

سوم: آپ اس حق کو جتنا زیادہ اور جتنا کثرت سے یاد رکھ سکتے ہیں یاد رکھتے ہیں۔

چہارم: آپ اسے جذب کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ آپ کی داخلی شخصیت کی گہرائیوں میں رچ بس جاتا ہے۔ حق سدابہار شعوری کیفیت میں ڈھل جاتا ہے۔ قلب مستقل اس کیفیت میں رہتا ہے۔ جب کوئی حق آپ کے اندر کی دُنیا میں اس طرح رچ بس جاتا ہے، تو پھر قول و عمل کی دنیا میں باہر نکل پڑتا ہے۔

یہاں یہ یاد رکھنا بھی اہم ہے کہ آپ ظاہری طور پر اپنی زبان اور ہاتھ پاؤں سے جو کچھ کرتے ہیں، وہ آپ کی داخلی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کسی کے اقوال اور اعمال اس کی اندر کی کیفیت کے جھوٹے گواہ ہو سکتے ہیں لیکن مطلوب یہ ہے کہ اندر کی کیفیت ایمان کی طرح قول و فعل میں اپنا اظہار پائے اور آپ کے علم کو آپ کے شعور پر نقش کر کے، اسے ایک مستقل کیفیت میں تبدیل کر دے۔

جو اقدامات یہاں تجویز کیے گئے ہیں، اسی صورت میں موثر ہوں گے کہ آپ مذکورہ اُمور کا لحاظ رکھیں اور ان اصولوں کی پیروی کریں۔

شعور کی حالتیں

شعور کی سات حالتیں ہیں جنھیں آپ کو نشو و نما دینے کی کوشش کرنا چاہیے: کچھ باتوں کو یاد رکھ کر، انھیں جذب کر کے اور اپنے آپ کو اکثر ان کی یاد دلا کر۔

داخلی شرکت کا قرآنی معیار

اوّل: اپنے آپ سے کہیے:

میرا قرآن کا پڑھنا صحیح معنوں میں تلاوت نہ ہوگا، جب تک میرا اندرونی وجود اس میں اس طرح حصہ نہ لے جس طرح اللہ چاہتا ہے کہ یہ حصہ لے۔ اللہ کیا چاہتا ہے؟ آپ کو قرآن کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ قرآن بہت سے مقامات پر خود بڑی وضاحت سے بتاتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان لوگوں نے جن کے قلوب اس کی گرفت میں تھے، کس طرح قرآن کا اثر لیا۔ آپ کو کوشش کرنا چاہیے کہ ایسی قرآنی آیات یاد کرلیں اور جب بھی قرآن پڑھیں تو ان کو دہرائیں، ان پر غور و فکر کریں۔ ان آیات میں سے کچھ یہ ہیں:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا [انفال ۸:۲]

سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ط [الزمر ۳۹:۲۳]

اسے سن کر اُن لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں، اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا o وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلاً o وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًاo [بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۷-۱۰۹]

انھیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اُٹھتے ہیں ''پاک ہے ہمارا رب، اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا''۔ اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر اُن کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا o [مریم ۱۹:۵۸]

اُن کا حال یہ تھا کہ جب رحمٰن کی آیات ان کو سنائی جاتیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ج [المائدہ ۵:۸۳]

جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اُترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔

اللہ حاضر و ناظر ہے

دوم: اپنے آپ سے کہیے:

میں اللہ کے حضور میں ہوں، وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

آپ کو اس حقیقت کا ہمیشہ ادراک رہنا چاہیے کہ جن لمحات میں آپ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں، آپ اُس کے حضور میں ہیں جس نے یہ کلام آپ کے لیے نازل کیا ہے۔ اس لیے کہ

اللہ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے‘ آپ جہاں بھی ہوں‘ آپ جو کچھ بھی کر رہے ہوں‘ اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

شعور کی یہ حالت آپ کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟ اللہ نے قرآن میں اس بارے میں جو کچھ فرمایا ہے‘ اسے سنیے۔ ان آیات کو یاد کر لیجیے‘ اور جب آپ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہوں‘ یا کر رہے ہوں تو اس کے دوران ان آیات کو دہرایئے اور ان پر غور کیجیے۔ آپ کو جس چیز سے زیادہ مدد ملے گی--- نہ صرف قرآن کی تلاوت میں‘ بلکہ اس کے مطابق زندگی گزارنے میں--- وہ اس حقیقت کو جتنا زیادہ ممکن ہو یاد رکھنا اور اس پر غور کرنا ہے۔

آپ تنہا ہوں یا لوگوں کے ساتھ ہوں‘ خاموش ہوں یا محوِ گفتگو ہوں‘ گھر پر ہوں یا کام پر ہوں‘ آرام کر رہے ہوں یا مصروف ہوں‘ خاموشی سے یا بلند آواز سے کہیے: اللہ تعالیٰ یہاں ہے میرے ساتھ‘ دیکھ رہا ہے‘ سن رہا ہے‘ جانتا ہے‘ سب محفوظ کر رہا ہے---اور قرآن کی ان آیات کو یاد کیجیے:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ [الحدید ۵۷:۴]

وہ تمھارے ساتھ ہے‘ جہاں بھی تم ہو۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ [ق ۵۰:۱۶]

ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا [المجادلہ ۵۸:۱]

کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چوتھا اللہ نہ ہو۔ یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان میں چھٹا اللہ نہ ہو۔ خفیہ بات کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ‘ جہاں کہیں بھی وہ ہوں‘ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی o [طٰهٰ ۲۰:۴۶]

میں تمھارے [موسٰی علیہ السلام وہارون علیہ السلام] ساتھ ہوں، سب کچھ دیکھ رہا ہوں، سن رہا ہوں۔

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا [الطور ۵۲:۴۸]

تم ہماری نگاہ میں ہو۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ o [یٰس ۳۶:۱۲]

ہم یقیناً ایک روز مُردوں کو زندہ کرنے والے ہیں، جو کچھ افعال انھوں نے کیے ہیں، وہ سب ہم لکھتے جارہے ہیں اور جو کچھ آثار انھوں نے پیچھے چھوڑے وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں۔

اس حوالے سے مرکزی نوعیت کی آیت یہ ہے۔ یہ اس حقیقت کو کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے اور ہر چیز دیکھ رہا ہے نہ صرف پرزور طریقے پر بیان کرتی ہے بلکہ خاص طور پر، قرآن کی تلاوت کے عمل کا تذکرہ کرتی ہے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ط وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ o [یونس ۱۰:۶۱]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو اور لوگو! تم جو کچھ بھی کرتے ہو اس سب کے دوران ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔ کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے، نہ چھوٹی نہ بڑی، جو تمھارے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خود بتاتا ہے:

جب تم قرآن کی تلاوت کرتے ہو، میں تمھارے پاس ہوتا ہوں۔ یہ بات کبھی نہ بھولیے۔

تلاوتِ قرآن عبادت کا ایک عمل ہے۔ اعلیٰ ترین کمال حاصل کرنے کا راستہ اللہ کی عبادت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ہم کو بتاتے ہیں: اللہ کی عبادت کرو جیسے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے، تو یہ تصور کر سکتے ہو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

علاوہ ازیں یاد رکھیے کہ نہ صرف آپ اللہ کے پاس حاضر ہیں، بلکہ جب تک آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں وہ آپ کو یاد کرتا ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ [البقرہ ۲:۱۵۲]

تم مجھے یاد رکھو، میں تمھیں یاد رکھوں گا۔

بلاشبہہ اللہ کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ قرآن کی تلاوت کرنا ہے۔

اللہ سے سننا

سوم: اپنے آپ سے کہیے:

میں اللہ سے سن رہا ہوں!

اپنی اندرونی ذات کو شامل کرنے کی اپنی کوشش کے ایک حصے کے طور پر، آپ یہ سوچنے کی کوشش کریں کہ جیسے آپ قرآن کو خود نازل کرنے والے سے سن رہے ہیں۔ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ جس طرح آپ اسے دیکھ نہیں سکتے جب کہ وہ ہر وقت آپ کے ساتھ ہوتا ہے، اسی طرح آپ اسے سن نہیں سکتے جب کہ وہ بول رہا ہو۔ چھپے ہوئے الفاظ، اور تلاوت کرنے والے کی آواز کو پس منظر میں جانے دیجیے، اور اپنے آپ کو بولنے والے کے قریب لے آیئے۔ جوں جوں آپ کے، اس کے حضور میں ہونے کے شعور میں اضافہ ہوگا، یہ احساس بیدار ہوگا اور زیادہ مضبوط ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف احیاءُ العلوم میں ایک شخص کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس نے کہا:

''میں نے قرآن کی تلاوت کی لیکن اس میں مٹھاس نہیں پائی۔ پھر میں نے اس طرح پڑھا کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے صحابہ کو سنا رہے ہوں۔ پھر میں ایک قدم اور آگے بڑھا اور قرآن کو اس طرح پڑھا جیسے کہ میں اسے جبرائیل سے سن رہا ہوں جب کہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا رہے تھے۔ پھر خدا نے مجھے ایک قدم اور آگے بڑھایا --- میں نے اس طرح اس کی تلاوت شروع کر دی جیسے کہ میں اسے خود بولنے والے سے سن رہا ہوں''۔

یہ احساسات آپ کے اندر ایسی مسرت اور مٹھاس بھر دیں گے کہ آپ کی اندرونی ذات پر' قرآن مکمل طور پر چھا جائے گا۔

اللہ کا براہ راست خطاب

چہارم: اپنے آپ سے کہیے:

جب میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے براہ راست خطاب کرتا ہے۔

بلاشبہ' قرآن تاریخ کے ایک خاص مرحلے میں خاص وقت پر نازل کیا گیا تھا' اور آپ تک یہ بالواسطہ طور پر مختلف مقامات پر' مختلف زمانوں میں' مختلف افراد کے ذریعے پہنچا ہے --- لیکن قرآن' اللہ حی و قیوم کا کلام ہے جو اَبد تک کے لیے ہے اور ہر شخص سے خطاب کرتا ہے۔ اس لیے درمیانی واسطوں کو تھوڑی دیر کے لیے پس منظر میں جانے دیجیے اور قرآن کو اس طرح تلاوت کیجیے کہ جیسے یہ آپ سے' ایک فرد اور ایک اجتماع کے جزو کی حیثیت سے آپ کے اپنے زمانے میں' مخاطب ہے۔

اس طرح براہ راست مخاطب ہونے کا محض تصور ہی آپ کے قلب کو، جو کچھ آپ پڑھ رہے ہیں، اس کی گرفت میں رکھے گا۔

ہر لفظ آپ کے لیے

پنجم: اپنے آپ سے کہیے:

قرآن کا ہر لفظ میرے لیے ہے۔

اگر قرآن اَبد تک کے لیے ہے، اور آج یہ آپ سے مخاطب ہے، تو آپ کو اس کا ہر پیغام اس طرح لینا چاہیے جیسے یہ آپ کی زندگی اور معاملات سے بالکل یہ اور فوری طور پر متعلق ہے --- خواہ یہ کوئی معلومات ہوں، کردار یا مکالمہ ہو، وعدہ یا نتیجہ ہو، امر یا نہی ہو، یا کسی اصول و ہدایت کا بیان ہو۔

اس طرح آپ کی تلاوت قرآن زندہ، بامقصد، اور حرکی ہو جائے گی۔ کچھ مسائل اس میں پیش آسکتے ہیں کہ اپنے سے مختلف افراد کے لیے جو ہدایات ہیں، انھیں اپنی ذات اور مسائل کے لیے کس طرح قابل اطلاق بنایا جائے؟ لیکن درست اور مخلصانہ کوشش سے یہ بھی ممکن ہو سکے گا۔

اللہ سے بات چیت

ششم: اپنے آپ سے کہیے:

جب میں تلاوت کرتا ہوں تو اللہ سے بات چیت کر رہا ہوتا ہوں۔

قرآن اللہ کا کلام ہے، آپ سے خطاب ہے، آپ کے لیے ہے۔ اس کے الفاظ آپ کے ہونٹوں پر ہوتے ہیں، آپ کے دل پر نقش ہوتے ہیں، لیکن یہ اللہ اور انسان کے درمیان، اللہ اور آپ کے درمیان ایک مکالمہ ہے۔ یہ مکالمہ مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ یہ واضح بھی ہوسکتا ہے، اور اس مفہوم میں خفی بھی کہ آپ کی یا اللہ کی طرف سے کوئی جواب مضمر ہو۔

یہ مضمر بات چیت کس طرح ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں نہایت خوب صورت مثال دی ہے:

میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ نصف میرے لیے اور نصف اس کے لیے ہے۔ میرا بندہ وہ پائے گا جو مانگے گا۔ جب بندہ کہتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے: الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے: مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری شان بیان کی۔ یہ میرا حصہ ہے۔ جب بندہ کہتا ہے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یہ میرے اور اس کے درمیان ہے جو مانگے گا اس کو دیا جائے گا۔ جب وہ کہتا ہے: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ، اللہ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کا حصہ ہے۔ میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا ہے [مسلم، ترمذی، احمد]۔

آپ آگے چل کر دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح مختلف آیات کے مضمون اور پیغام کا جواب دیا کرتے تھے۔ اپنے خالق و مالک سے اس طرح کی گفتگو کا شعور، آپ کی تلاوت قرآن کو غیر معمولی حسن اور گہرائی عطا کرے گا۔

اللہ کے انعامات کی اُمید اور بھروسا

ہفتم: اپنے آپ سے کہیے:

یقیناً اللہ تعالیٰ مجھے ان سب انعامات سے نوازے گا جن کا اس نے اپنے رسول کے ذریعے قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے پر دینے کا وعدہ کیا ہے۔

قرآن میں بہت سے انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے۔ زندگی میں روحانی انعامات: ہدایت، رحم، علم، دانش، شفا، ذکر، نور اور ساتھ ہی دنیاوی انعامات: عزت و وقار، خوش حالی و فارغ البالی اور

فتح و کامیابی کا یقین دلایا گیا ہے۔ ابدی رحمتیں مثلاً مغفرت، جنت اور رضوان بھی قرآن پر عمل کرنے والوں کے لیے مختص کی گئی ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے بہت سے دوسرے انعامات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ حدیث کی کوئی کتاب ---- بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ریاض الصالحین --- لیجیے اور قرآن سے متعلق ابواب کا مطالعہ کیجیے، یہ آپ کو وہاں مل جائیں گے۔ ان میں سے کچھ اس کتاب میں بھی ملیں گے، خصوصاً آخر میں۔ مثال کے طور پر:

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے [بخاری]۔ قرآن کی تلاوت کرو کیوں کہ یہ آخرت کے روز اپنے پڑھنے والوں کا مدعی بن کر آئے گا [مسلم]۔ کسی شفاعت کرنے والے کا مرتبہ قرآن سے زیادہ نہ ہوگا [شرح الاحیاء]۔ قیامت کے روز قرآن کے ساتھی سے قرآن پڑھنے کے لیے کہا جائے گا اور آخری آیت پڑھنے تک وہ بلندی کی طرف سفر جاری رکھے گا [ابوداؤد]۔ ہر پڑھے ہوئے لفظ کے بدلے دس گنا اَجر ملے گا [ترمذی]۔

اس طرح کے جتنے زیادہ سے زیادہ وعدے اپنے حافظے میں محفوظ کرنا ممکن ہیں، کرلیجیے، اور جب بھی ممکن ہو جو حصے متعلق ہوں، انھیں یاد کریں۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھیے، اعتماد کیجیے اور اپنے لیے ان وعدوں کے ایفا کی دعا کیجیے۔ اس طرح کے اقدام سے [جسے حدیث ایمانًا واحتسابًا کہتی ہے] آپ کے اعمال کی حقیقی قدر و قیمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق ۴۰ نیکیاں ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے ایک اَجر کی اُمید، اور وعدے پر اعتبار کرتے ہوئے انجام دیتا ہے تو اللہ اسے جنت میں داخل کردے گا۔ ان میں سب سے اعلیٰ نیکی اتنی معمولی ہے جیسے پڑوس کے ہاں کچھ دودھ تحفہ بھیجنا [بخاری]۔

قلب اور بدن کے افعال

قلب اور بدن کے سات افعال ایسے ہیں جو آپ کی اندرونی ذات کو تلاوت قرآن میں جذب کرنے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض آپ کررہے ہوں گے لیکن ان کا مکمل فائدہ اس لیے حاصل نہ کر پا رہے ہوں گے کہ یا تو آپ ان کو مناسب انداز سے نہ کر رہے ہوں گے یا آپ کو اس کا شعور نہ ہوگا کہ آپ ان سے کیا حاصل کر سکتے ہیں۔ کچھ آپ نہیں کر رہے ہوں گے۔ یہ افعال اہم ہیں اور آپ کو انھیں سیکھ لینا چاہیے۔

ان میں سے کسی کے لیے بھی اس سے زیادہ وقت درکار نہ ہوگا جتنا آپ اس وقت تلاوت قرآن کو دے رہے ہوں گے۔ ان کے لیے صرف مزید توجہ کی، زیادہ ارتکاز کی، شعوری طور پر کچھ اقدام کرنے کی اور مناسب انداز سے کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ کے دل کا ردعمل

اوّل: اپنے قلب کو قلب بیدار بنالیں کہ قرآن جو کچھ کہے، وہ اس کا جواب دے۔

آپ قرآن میں جو کچھ بھی پڑھیں، اسے اپنے دل تک جانے دیں تاکہ وہ اس میں نئی زندگی اور روح پھونک دے۔ اپنے دل کو کلام اللہ کے بیان کے مطابق ان تمام کیفیات سے گزرنے دیں: حمد، شکر، حیرت، رعب، محبت، اعتماد، صبر، امید و خوف، رنج و حسرت، تدبر، یاددہانی، اطاعت، تسلیم و رضا --- جب تک آپ یہ نہ کریں گے، آپ کی تلاوت سے، آپ کے حصے میں آپ کے ہونٹوں کی حرکت سے زیادہ کچھ نہ آئے گا۔

مثال کے طور پر:

جب آپ اللہ کا نام اور اس کی صفات سنیں، آپ کا دل شکر، محبت، رعب اور دوسری

مناسب کیفیات سے بھر جانا چاہیے۔

جب آپ اللہ کے پیغمبروں کا تذکرہ سنیں' آپ کے دل میں ان کی پیروی کرنے کی آرزو بیدار ہو جانی چاہیے اور ان لوگوں سے نفرت ہو جنھوں نے ان کی مخالفت کی۔

جب آپ روز آخرت کا ذکر پڑھیں' تو آپ کا دل جنت کی آرزو کرے' جہنم میں' ایک لمحہ کے لیے ہی سہی' پھینکے جانے کے تصور ہی سے کانپ کانپ جائے۔ جب آپ فاسق قوموں اور افراد کے بارے میں پڑھیں جو گمراہ ہوئے اور اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھیرے' آپ ان جیسا بننے کو سخت ناپسند کریں۔

جب آپ ان متقی افراد کے بارے میں پڑھیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے' اور انعام سے نوازتا ہے' آپ ان جیسا بننا چاہیں۔

جب آپ مغفرت اور رحمت کے وعدے پڑھیں' اس دنیا میں برکت و عزت کے وعدے پڑھیں' آخرت میں اس کی رضا اور قرب کے وعدے پڑھیں' تو آپ کا دل ان مقاصد کے لیے کام کرنے اور ان کا مستحق بننے کے لیے تڑپے۔

جب آپ ان کا ذکر پڑھیں' جو قرآن سے لاتعلق ہیں' جو اسے قبول نہیں کرتے' جو اس کے مطابق زندگی نہیں گزارتے' آپ کو خوف آئے کہ آپ ان جیسے نہ ہو جائیں' اور آپ عزم کریں کہ ایسے نہیں ہوں گے۔

جب آپ اس کی پکار سنیں کہ اللہ سے اپنا عہد پورا کرو' اس کی راہ میں جدوجہد کرو' تو آپ اپنے عزم کو تازہ کریں اور جو کچھ آپ کے پاس ہے' اس کے حضور پیش کر دیں۔

بعض اوقات جب کوئی خاص لفظ یا آیت آپ کے اندر کوئی چنگاری روشن کر دے تو قلب میں ایسی کیفیات آپ سے آپ پیدا ہوتی ہیں۔ بعض وقت آپ کو ایسی کیفیات پیدا کرنے کے لیے ارادی کوشش کرنی ہوگی۔ اگر آپ کوئی مناسب ردعمل فوراً نہیں پاتے' تو ذرا

ٹھہر جائیں، جو حصہ تلاوت کر رہے تھے، اسے بار بار تلاوت کریں یہاں تک کہ یہ کیفیت آپ پالیں۔ اپنے دل کے تقاضے پر کسی خاص آیت کو بار بار دہرانے کی آپ کے اندر سے خواہش ہوگی، لیکن اگر آپ ارادہ کر کے دہرائیں، وقفہ کریں، اور غور وفکر کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے دل کی پیاس اور طلب بڑھ گئی ہے۔

اس کیفیت کا حصول اتنا اہم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دفعہ کہا:

> قرآن کو صرف اس صورت میں پڑھو کہ تمھارے دل اس سے ہم آہنگ ہوں۔ اگر یہ ہم آہنگ نہ ہوں تو تم درحقیقت تلاوت نہیں کر رہے ہو، اس لیے اُٹھ جاؤ اور پڑھنا چھوڑ دو [بخاری، مسلم]۔

آپ کی زبان کا ردعمل

دوم: آپ قرآن میں جو کچھ پڑھیں، اس پر مناسب ردعمل کا اظہار آپ کی زبان سے الفاظ میں ہونا چاہیے۔

زبان پر الفاظ بے ساختہ جاری ہو جانا چاہییں۔ قرآن جو اندرونی احساسات پیدا کرتا ہے، اس کے اظہار کے لیے مناسب کلمات اپنے آپ زبان پر آجاتے ہیں، جس طرح وہ دوسرے جذبات کے لیے آتے ہیں۔ مسرت یا پریشانی کی آوازیں، شکر، محبت، خوف اور کرب کے الفاظ---لیکن اگر یہ آپ سے آپ زبان پر نہ آئیں، تو کوشش کر کے لائیے۔

رسول اللہ ﷺ رات کے وقت قرآن اسی طرح تلاوت کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

> ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے سورہ بقرہ سے قرآن کی تلاوت کا آغاز کیا۔ جب آیت میں اللہ کی رحمت کا ذکر آتا، آپ ﷺ اس کو طلب کرتے۔ اللہ کے عذاب کا ذکر آتا، آپ ﷺ اس سے اللہ کی پناہ چاہتے۔ اللہ کی

شان کا ذکر آتا آپ ﷺ اس کی عظمت بیان کرتے [**سبحان اللّٰہ** کہہ کر] [مسلم]۔ ایسا ہی بیان حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس کا ہے، جنھوں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تہجد کی نماز پڑھی جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس کی پھوپھی تھیں [بخاری، مسلم]۔

کچھ آیات پر متعین ردعمل ہونا چاہیے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت دی ہے۔ مثال کے طور پر جو سورہ التین کی آخری آیت: **اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ** کی تلاوت کرے، تو یہ جواب دے: **بلٰی و انا علٰی ذلك من الشهدين** ۔ بے شک اور میں اس پر گواہ ہوں۔ جو سورہ القیامہ [۷۵] کی آخری آیت: **اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـِۧيَ الْمَوْتٰى** پڑھے تو بلٰی کہے اور جو المرسلات [۷۷] کی آخری آیت: **فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ** پڑھے تو کہے: **اٰمنا باللّٰه** [ابوداؤد]۔ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انھوں نے جنوں کو سورہ رحمٰن [۵۵] سنائی تو جب بھی **فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ** کہا تو جنوں نے جواب دیا: ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے۔ ساری تعریفیں آپ کے لیے ہیں۔

ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مثال اور تعلیمات سے جو کچھ معلوم ہے، اس میں سے یہ چند بیان کی گئی ہیں۔ آپ کے لیے یہ مشکل نہ ہونا چاہیے کہ تھوڑی سی محنت سے ان مثالوں کی روشنی میں تعریف، تائید، انکار یا تسلیم کے لیے خود اپنے ردعمل کا تعین کریں --- **سبحان اللّٰه**، **الحمدللّٰه**، **اللّٰه اکبر**، **لا اله الا اللّٰه** کہا کریں اور توبہ کریں، استغفار کریں، اس کے غضب اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگیں، اور جنت میں اس کے قرب کی خواہش کریں۔

آپ کی آنکھوں میں آنسو

سوم: اپنے دل کے جذبات کو آنکھوں کے راستے بہنے دیجیے، خوشی یا خوف کے آنسو، جو کچھ آپ نے قرآن میں پڑھا ہے، اس کا جواب!

اگر آپ کا دل، جو کچھ آپ تلاوت کر رہے ہیں، اس کے مطابق کیفیات کی گرفت میں ہے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آنے چاہییں۔ صرف ایک غیر متوجہ، بنجر یا مردہ دل کے ساتھ ہی آنکھیں خشک رہ سکتی ہیں۔ ہمیشہ خوف کی وجہ سے نہیں، بلکہ سچائی پانے پر خوشی میں، اس کی رحمت و کرم کا احساس ہونے پر، اس کے وعدے پورے ہوتے دیکھ کر بھی آنکھیں تر ہو جاتی ہیں۔ قرآن آنکھوں کی اس شرکت پر زور دیتا ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اَثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں [المائدہ ۵:۸۳]۔

وہ روتے ہوئے منہ کے بل گر جاتے ہیں [بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۹]۔

رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور وہ لوگ جو قرآن کی حقیقت کا احساس رکھتے تھے جب قرآن پڑھتے تھے تو اکثر روتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قرآن حزن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، جب تم قرآن کی تلاوت کرو تو اپنے کو غم زدہ بناؤ [ابویعلٰی، ابونعیم]۔

ایک دوسری حدیث کے مطابق:

قرآن کی تلاوت کرو اور روؤ۔ اگر اپنے آپ رونا نہ آئے، تو کوشش کر کے روؤ [ابن ماجہ]

ایک دفعہ آپ غور کریں اور سوچیں کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے، اور تصور کریں کہ آپ سے کچھ کہہ رہا ہے تو آنکھوں میں آنسو آ کر، رخساروں پر بہتے دیر نہیں لگے گی۔ اگر آپ ان بھاری ذمہ داریوں کا احساس کریں جو قرآن آپ پر ڈالتا ہے، اور ان بشارتوں اور وعیدوں کا تصور کریں جو قرآن آپ تک پہنچاتا ہے، تو آپ بآواز بلند روئیں گے۔

آپ کے جسم کے انداز

چہارم: ایسا ظاہری انداز اختیار کیجیے جس سے اپنے مالک کے کلام کے لیے آپ کے

احترام، وارفتگی اور تسلیم ورضا کی کیفیات کا اظہار ہوتا ہو۔

قرآن اس طرح کے انداز کے بارے میں متعدد مقامات پر بیان کرتا ہے۔ سچے صاحب ایمان 'زمین پر پیشانی ٹیک دیتے ہیں'، 'سجدہ کرتے ہیں'، 'خاموش ہو جاتے ہیں اور سنتے ہیں'، 'جب تلاوت کرتے ہیں تو ان کی کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں اور کانپنے لگتی ہیں۔ قرآن کی بعض آیات کی تلاوت پر سجدہ تلاوت کرنے کا حکم صاف طور پر بتاتا ہے کہ آپ جو کچھ پڑھ رہے ہیں، جسم سے اس کا اظہار ہونا چاہیے۔

جسم کے انداز کیوں اہم ہیں؟

انسان کا ظاہر اس کے باطن پر، غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جسم کی حاضری، دل کو بھی حاضر رکھتی ہے۔ قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کے جسم کا رویہ اس رویے سے بالکل مختلف ہونا چاہیے جو ایک عام کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے ہوتا ہے۔ اسی لیے تلاوت کے لیے بہت سے آداب تجویز کیے گئے ہیں۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ آپ وضو کیے ہوئے ہوں، پُرسکون ہوں، نرم آواز میں پڑھیں، قبلہ رو ہوں، سر جھکا ہوا ہو۔ لااُبالی انداز سے نہ بیٹھیے بلکہ اس طرح بیٹھے جس طرح اپنے استاد کے سامنے بیٹھتے ہیں۔

کتاب الاذکار میں نوویؒ کچھ مزید اضافہ کرتے ہیں: منہ کو اچھی طرح صاف کرنا چاہیے۔ جگہ پاک صاف ہو، چہرے کا رخ قبلے کی طرف ہو، اور جسم سے عاجزی اور خودسپردگی کا اظہار ہو۔

ترتیل کے ساتھ تلاوت

پنجم: قرآن کو ترتیل سے پڑھیے۔

ہماری زبان کا کوئی ایک لفظ ترتیل کا مکمل مفہوم ادا نہیں کرسکتا۔ عربی میں اس کا مطلب

ہے کہ کسی قسم کی جلدی کے بغیر، واضح طور پر، سکون سے، نپے تلے لہجے میں، غور وفکر کے ساتھ--- جس میں زبان، دل اور اعضاے جسمانی سب مکمل طور پر ہم آہنگ ہوں۔

یہ تلاوت قرآن کا وہ مطلوب طریقہ ہے جس کی ہدایت اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو بالکل ابتدا میں اس وقت دی جب انھیں رات کا بیش تر حصہ نماز میں کھڑے ہوکر قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا[المزمل ۷۳:۴]۔

قرآن کو بتدریج مرحلہ بہ مرحلہ نازل کرنے کی حکمت اللہ نے یہ بیان کی:

تاکہ ہم اس کو اچھی طرح تمھارے ذہن نشین کرتے رہیں[الفرقان ۲۵:۳۲]۔

دل کو تلاوت قرآن سے جوڑنے اور قوت اور زور پیدا کرنے میں ترتیل کا اہم حصہ ہے۔ جلدی جلدی پڑھنے کے مقابلے میں ترتیل سے پڑھنے میں رعب و جلال کا اظہار ہوتا ہے، غور وفکر اور تدبر کے لیے موقع ملتا ہے اور روح و وجدان پر اَنمٹ نقش قائم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن عباس سے روایت ہے کہ میں جلدی جلدی مکمل قرآن پڑھنے کے مقابلے میں سورہ بقرہ اور آل عمران کو ترتیل سے پڑھنا اپنے لیے بہتر سمجھتا ہوں یا البقرہ اور آل عمران کے مقابلے میں القارعہ اور الزلزال ترتیل اور تدبر کے ساتھ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

ترتیل میں نہ صرف سکون، وضاحت، وقفے، تدبر اور جسم و روح کی ہم آہنگی شامل ہے، بلکہ ساتھ ہی بعض الفاظ اور آیات کی بار بار تلاوت کی لازمی تحریک ہوتی ہے۔ جب دل کسی خاص آیت میں جذب ہوکر یک جان ہو جاتا ہے، تو بار بار پڑھتے ہوئے، ہر دفعہ ایک نیا ذائقہ اور لطف محسوس ہوتا ہے۔ پھر جیسا کہ ہم نے کہا ہے بار بار کی تلاوت سے دل کی کیفیت اس مضمون سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے، جس کی آپ تلاوت کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۲۰ دفعہ دہرائی[احیاء العلوم]۔ ایک دفعہ آپ پوری رات یہ آیت بار بار پڑھتے رہے:

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ

[**المائدہ ۵:۱۱۸**]۔

اب اگر آپ انھیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں [نسائی' ابن ماجہ]۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن جبیر ایک دفعہ یہ آیت بار بار پڑھتے رہے:

وامتازوالیوم' ایھا المجرمون

اے مجرمو! آج کے دن تم الگ ہو جاؤ اور روتے رہے' آنسو بہاتے رہے [احیاءُ العلوم]

تزکیہ نفس

ششم: جس حد تک ممکن ہو' اپنے کو پاک کیجیے۔

آپ جانتے ہیں کہ صرف پاک افراد ہی قرآن کو چھونے کا حق رکھتے ہیں: **لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ** [الواقعہ ۵۶:۷۹]۔ اس قرآنی آیت کو لفظی مفہوم میں لیا جائے تو اس کا مطلب رسمی طہارت ہے۔ احادیث اور اجماع سے یہ ثابت ہے کہ تلاوت کے لیے وضو کے ذریعے طہارت حاصل کی جاتی ہے۔

جسم اور لباس اور جگہ کی صفائی کے علاوہ طہارت کے کئی دوسرے پہلو ہیں۔ آپ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ نیت اور ارادے کی پاکی کتنی اہم ہے۔ قلب اور اعضا و جوارح کی ان گناہوں سے پاکی برابر کی اہمیت رکھتی ہے جو قرآن نازل کرنے والے کے غضب کا سبب بن سکتے ہیں۔

کوئی انسان گناہوں سے مکمل طور پر پاک نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ کوشش کریں کہ جتنا ان سے بچ سکتے ہیں' بچیں۔ اور اگر آپ سے کچھ گناہ سرزد ہو جائیں تو جتنی جلد ممکن ہو سکے' اُمت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کیجیے اور اس سے مغفرت طلب کیجیے۔ یہ بھی خیال رکھیے کہ جب آپ تلاوت قرآن کر رہے ہیں' تو حرام کھانا نہیں کھا رہے' حرام لباس نہیں پہن رہے

اورحرام مال سے ضروریات پوری نہیں کر رہے۔ آپ جتنے پاک ہوں گے، آپ کا دل اتنا ہی آپ کا ساتھ دے گا، قرآن کے لیے زیادہ کھلے گا، اسے سمجھے گا اور اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ اور آپ ان لوگوں کی طرح زیادہ ہو جائیں گے جو بلند پایہ قرآن کو جو محفوظ کتاب میں ثبت ہے [اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ o فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ -الواقعہ ۵۶:۷۷-۷۸] چھونے کا حق رکھتے ہیں۔

دُعا

ہفتم: جب آپ قرآن پڑھیں تو اللہ کی مدد، اس کی رحمت، ہدایت اور حفاظت کے لیے دُعا کیجیے۔

دُعا مانگیے، اپنے دل سے، زبان سے، اور اپنے اعمال سے۔ قرآن کے سفر میں آپ کو بالکل یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔ اس توکل کی کیفیت آپ پر غالب ہی نہ ہو، آپ اس کا اظہار بھی کریں۔ اپنے سفر کے ہر مرحلے پر آپ اس کو پکاریں۔ مطالعہ قرآن کے دوران دل کو حاضر رکھنے اور اس پر عمل کرنے میں اس کی مدد مانگیے۔ اپنی خامیوں اور کوتاہیوں پر اس سے معافی مانگتے رہیے۔ اللہ کے کلام کے قریب ہوتے ہوئے بھی اللہ سے بے نیازی، اس کے شائبے سے بھی بچیے۔ یہ کبیرہ گناہ ہیں۔ آپ کو عاجزی کی ضرورت ہے نہ کہ کبر کی، توکل کی ضرورت ہے نہ کہ اللہ کے سامنے خود مختاری کی کیفیت کی۔

یہ اُمید اور اعتماد اور یقین کہ جو کچھ آپ مانگیں گے، دیا جائے گا، ہمیشہ آپ کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس کے بغیر آپ کی دعا آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند نہ ہوگی۔ یہ قرآن کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک ہے۔ ذرا ان آیات پر نظر ڈالیے:

> پروردگار، جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کردے میں اس کا محتاج ہوں [القصص ۲۸:۲۴]۔
>
> اپنے رب کی رحمت سے مایوس تو گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں [الحجر ۱۵:۵۶]۔
>
> اور تمھارا رب کہتا ہے، مجھے پکارو، میں تمھاری دُعائیں قبول کروں گا۔ جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے [المومن ۴۰:۶۰]۔

میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے' میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں لہٰذا انھیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں' مجھ پر ایمان لائیں' تاکہ وہ راہِ راست پالیں [البقرہ ۲:۱۸۶]۔

آیئے' دیکھیں کہ ہمیں اللہ سے کن الفاظ میں دُعا مانگنا چاہیے۔

اللہ کی حفاظت

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ شیطان سے پناہ طلب کرنا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔قرآن نے اسے لازم کیا ہے [النحل ۱۶:۹۸]۔بس یہ ہے کہ ان الفاظ کو رسماً یا طلسمی فارمولے کے طور پر ادا نہ کیجیے۔اس بات کو محسوس کیجیے کہ آپ کو اپنے کام میں شدید خطرات درپیش ہیں' شیطان آپ کا سب سے بڑا دشمن ہے جو آپ کو آپ کی محنت کے پھل سے محروم کرنے کے لیے ہر ممکن کام کرے گا' اور یہ کہ اللہ' صرف اللہ ہی آپ کو اس سے بچا سکتا ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہوسکتا ہے کہ شیطان سے پناہ چاہنے کے لیے آپ نسبتاً طویل دُعا کرنا چاہیں جو قرآن میں آتی ہیں [المومنون ۲۳:۹۷]۔یا جن کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ آپ آخری دونوں سورتیں الفلق [۱۱۳] اور الناس [۱۱۴] بھی پڑھ سکتے ہیں۔

گاہے گاہے آپ کو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے' اس لیے بھی کہ وہ آپ کے دل کو راہِ راست پر رکھے:

اے ہمارے پروردگار' ہمیں ہدایت بخشنے کے بعد' پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیو۔ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر' بے شک تو ہی سب کچھ دینے والا ہے [آل عمران ۳:۸]۔

تلاوت قرآن کا آغاز کرتے ہوئے اللہ کی پناہ چاہنا اور اس کے سایہ رحمت کا طلب گار ہونا لازمی ہے، لیکن قرآن کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک مستقل اور مسلسل جاری عمل ہونا چاہیے۔ لیکن جہاں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، اور جہاں آپ کو اکثر انھیں پڑھنا چاہیے وہ وقت ہے جب آپ قرآن کا فہم حاصل کرنا چاہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے۔

اس کی اہمیت اور معنویت پر پہلے گفتگو کی جا چکی ہے۔ یہ آیت کل ۱۱۴ سورتوں میں سے سوائے ایک کے، ہر ایک کے آغاز میں آئی ہے۔ اس کے نام سے آغاز کرنا ایک طرف اس کے آپ کو نعمت قرآن سے سرفراز کرنے پر آپ کے احساسِ تشکر اور دوسری طرف ہر ممکن مدد کے لیے اس پر اعتماد و توکل کی علامت ہے۔

قرآن کی برکات کی طلب

آپ کو کچھ دوسری دعائیں بھی سیکھنا چاہییں:

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا [طٰہٰ ۲۰:۱۱۴]

اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تعلیم دی کہ ان الفاظ میں عاجزی سے دعا کریں۔ ساتھ ہی قرآن کے نزول کے وقت صبر اور استقامت کی طرف توجہ دلائی: اور جلدی نہ کرو جب قرآن تم پر نازل ہو رہا ہو۔ جب کوئی شخص قرآن کے معنی سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو تو اللہ کے نام سے استعانت طلب کرنا خاص طور پر مفید ہے۔ صرف صبر اور اللہ کی مدد سے ہی گتھیاں سلجھ سکتی ہیں اور انسان قرآن پر عمل کر سکتا ہے۔

ایک دوسری خوب صورت دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ ، اِبْنُ عَبْدِکَ ، اِبْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ، مَاضٍ فِیْ حُکْمِکَ ، عَدْلٌ فِیْ قَضَآءِ کَ اَسْئَالُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ، اَوْ عَلَّمْتَہٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِہٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ ، وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَآءَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ [مسند احمد' ابن حبان]

''خدایا! میں تیرا بندہ ہوں' تیرے بندے کا بیٹا ہوں' تیری بندی کا بیٹا ہوں' میری پیشانی تیری مٹھی میں ہے' مجھ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے۔ میرے حق میں تیرا فیصلہ عین انصاف ہے' میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطے سے جو تیرے لیے سزاوار ہے' جو تو نے اپنے لیے رکھا ہے' یا تو نے اپنی کتاب میں اُتارا ہے' یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے' یا تو نے اپنے پاس اپنے خزانۂ غیب میں اُسے پوشیدہ ہی رہنے دیا ہے'--- یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن کو میرے دل کی بہار' میرے سینے کا نور' میرے غم کا مداوا اور میری فکر و پریشانی کا علاج بنا دے''۔

درج ذیل دعا عموماً اس وقت کی جاتی ہے جب کوئی شخص قرآن کی تلاوت مکمل کرتا ہے' لیکن اس کا مضمون اتنا جامع ہے کہ وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ سے پکارنا یقیناً باعث برکت ہوگا:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْہُ لِی اِمَامًا وَنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً ط اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ ط وَعَلِّمْنِی مِنْہُ مَا جَھِلْتُ ، وَارْزُقْنِی تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَ اٰنَآءَ النَّھَارِ وَاجْعَلْہُ لِیْ حُجَّۃً یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

مجھے قرآن عظیم کے واسطے سے اپنی رحمت سے سرفراز فرما۔ اس کو میرے لیے قائد' روشن اور ہدایت بنا دے' اے میرے اللہ! میں اس میں سے جو بھول گیا ہوں مجھے یاد کرا دے' اور جو کچھ میں نہیں جانتا اس کے ذریعے مجھے اس کا علم عطا فرما دے' اور مجھے

دن اور رات کے تمام اوقات میں تلاوت کی توفیق عطا فرما---اور اے دونوں جہاں کے پالنے والے! اس قرآن کو میرے حق میں دلیل بنا دے۔

قرآن کے مطالعے کا آغاز کرتے ہوئے' اختتام پر' اور درمیان میں بھی' جن الفاظ میں چاہیں' اللہ سے استغفار بھی کرتے رہیے۔ استغفار کے لیے تین قرآنی دُعائیں ان مقامات پر ملیں گی۔ آل عمران ۳:۱۶' المومنون ۲۳:۱۱۸' آل عمران ۳:۱۹۳۔

عمومی دُعائیں

مخصوص الفاظ کی ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ' آپ اللہ کی طرف رجوع کر کے خود اپنے الفاظ میں اس سے ان صفات اور رویوں کا سوال کر سکتے ہیں جن کی قرآن سے استفادہ کرنے میں آپ کو ضرورت ہے۔

اے اللہ! میری آنکھیں کھول دے' مجھے حق حق نظر آئے' باطل باطل نظر آئے' مجھے روشنی عطا کر کہ میں تیرے راستے کو پہچان سکوں' میری کوششوں میں میری مدد کر' میرے ارادوں کو مضبوط کر دے' اپنے کلام کے آگے مجھے عاجزی عطا کر' تیری رحمت اور ہدایت ملنے پر مجھے فرحت و خوشی ہو' تمام پریشانیوں' فیصلوں اور معاملات میں رہنمائی فرما' مجھے ہر طرح کے لالچ کے مقابلے میں کھڑے ہونے کا حوصلہ دے' سب اچھے کام کرنے کی طاقت عطا کر' سستی و کاہلی دُور کر دے' تیرا کلام میری فکر و عمل کو قوت بخشے' میری ہر ضرورت کو پورا کرے' جب میں پریشان ہوں تو سکون عطا کرے' تکلیف میں ہوں تو راحت فراہم کرے' تیرا اور تیری ہدایت کا مطالعہ کرنے' سمجھنے' جاننے اور سیکھنے میں مدد دے' مجھے استقلال عطا کر'

کامیابی سے پہلے میرے قدم نہ رکیں' تعصّبات سے مجھے نجات دے' عاجزی عطا کر' جو کچھ میں سیکھوں اسے تسلیم کرنے' اس کی پیروی کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا کر' مجھے اس قابل بنا کہ قرآن نے جو مشن سپرد کیا ہے اسے پورا کروں۔

سمجھ کر پڑھنا

آخری بات، جوکم اہم نہیں ہے، یہ ہے کہ جو کچھ آپ قرآن میں پڑھ رہے ہیں، اسے سمجھنے کے لیے، آپ کو اپنے اندر کی شخصیت کو اس عمل میں شامل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ یہ اس کے لیے، سب سے اہم اور موثر ذرائع میں سے ایک ہے۔

اگرچہ کسی کے دل تک قرآن کا پیغام پہنچنے کے لیے لازمی ہے کہ معلوم ہو کہ قرآن اس سے کیا کہہ رہا ہے؟ لیکن یہ ایسی ناگزیر شرط نہیں ہے کہ اس کے بغیر انسان، قرآن کی برکات میں سے کچھ حصہ بھی نہ پائے۔ بہت سے ایسے ہیں جو قرآن کا ہر لفظ سمجھتے ہیں لیکن ان کے دل قرآن کے لیے بند رہتے ہیں۔ بہت سے ہیں جو اس کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھتے لیکن انھیں اللہ سے تعلق، محبت اور قرب، اطاعت اور وارفتگی کی روح پرور کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ قرآن سے تعلق کا انحصار کئی اور عناصر پر ہے۔ سات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں جن میں سے 'سمجھنا' ایک ہے۔ ہمیشہ لاکھوں افراد ایسے رہیں گے جنھیں عربی کا ایک لفظ نہ آتا ہوگا، نہ ترجمہ پڑھ سکتے ہوں گے، نہ اس طرح کے کاموں کے لیے ان کے پاس وقت ہوگا۔ تاہم انھیں نااُمید نہ ہونا چاہیے۔ جب تک وہ قرآن کو سمجھنے کے لیے ذرائع اختیار کرنے کی اپنی سی کوشش کرتے رہیں، جب تک کہ وہ ضروری شرائط کے ساتھ اس کو سمجھنا چاہیں، جب تک کہ وہ قرآن کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی پرخلوص کوشش کرتے رہیں جو ان کے علم میں دوسرے ذرائع سے آئیں، جب تک کہ وہ قرآن کو پڑھتے رہیں، خواہ انھیں اس کے معنی نہ آتے ہوں، وہ اس کی برکات میں سے اپنا حصہ پانے کی توقع کر سکتے ہیں۔

لیکن ان سب سے، قرآن جو کچھ آپ سے کہتا ہے اسے سمجھنے کی بے انتہا اہمیت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آتی۔ یہاں ہم 'سمجھنے' کا لفظ اس مفہوم میں استعمال کر رہے ہیں کہ الفاظ کا

مطلب معلوم ہو۔غور وفکر، تدبر، مکمل معانی تک پہنچنا، حالات پر اطلاق کرنا، ان امور پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے۔

براہ راست مفہوم سمجھنا کیوں ضروری ہے؟

اولاً قرآن کے براہ راست معنی کا فہم آپ کو اپنی توجہ اس پر مرکوز کرنے میں بہت بڑی مدد دے گا، اس سے شعور کی مختلف حالتوں کو تحریک ملے گی، قلب اور جسم سے ایسے افعال صادر ہوں گے جن کی آپ کے اندرونی وجود کو قرآن سے روبہ رو کرنے میں ضرورت ہے۔

ثانیاً سمجھ کر ہی آپ اس قابل ہوں گے کہ الفاظ کے ذریعے اس عمل کا آغاز کرسکیں جس سے آپ اپنا ایمان حاصل کریں اور اسے تقویت دیں تاکہ آپ اس ایمان کی روشنی میں قرآن کی تعلیمات کے مطابق زندگی

❖❖❖

دُعائے ختمِ قرآن

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْآنِ وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّ ھُدًی وَّرَحْمَۃً. اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ وَ عَلِّمْنِیْ مِنْہُ مَا جَھِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَاءَ الَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ وَاجْعَلْہُ لِیْ حُجَّۃً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَo

اے اللہ!

اس قرآن عظیم کے ذریعے مجھ پر رحمت فرمائیے۔اور اس کو میرے لیے رہنما،نور،ہدایت اور رحمت بنا دیجیے۔

اے اللہ!

اس میں سے جو مجھے بھول جائے اسے یاد کروا دیجیے۔اس میں سے جو حصہ مجھے معلوم نہیں اس کا علم عطا کر دیجیے۔اور رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے جہانوں کے بادشاہ!

اس کو میرے حق میں حجت بنا دیجیے۔